شمس الفقرا ئ، نقیب الاولیائ، حضرت حافظ قاری

شاہ محمد غلام رسول قادری چشتی قلندری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا الحاج الحافظ قاری شاہ محمد غلام رسول قادری چشتی نظامی قلندری رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰۶ھ بمطابق ۱۸۸۶ء میں کراچی میں مسجد قصاباں (صدر) سے ملحق مکان میں پیدا ہوئے۔اسی مسجد قصاباں (صدر، کراچی) میں آپ کے والد گرامی حضرت قاری محمد علم الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ خطیب وپیش امام تھے۔

آپ کی تعلیم وتربیت خود آپ کے والد ماجد کی زیرِ نگرانی انہی کے ''مدرسہ علمیہ قادریہ'' متصل مسجد قصاباں صدر میں ہوئی۔حفظ قرآن مجید کے ساتھ ساتھ آپ نے تجوید وقرأت کی تعلیم قاری نظام محمد صاحب سے حاصل کی۔جبکہ بعد ازاں منازلِ سلوک کی تکمیل اور مزید اکتسابِ علم کی خاطر آپ نے ہندوستان اور دیگر بلادِ اسلامیہ کے سفر فرمائے۔اور بیشمار بزرگانِ دین،صحابہ کرام، تابعین وتبع تابعین ارحمہم اللہ کے مزارات کی زیارت وحاضری کا شرف حاصل کیا۔اور انکے فیوضاتِ باطنی سے مالامال ہوئے۔او راسکے ساتھ ساتھ اکابر نامی گرامی اساتذہ کرام ومشائخِ عظام سے کسبِ فیض کیا۔

آپ نہ صرف مختلف زبانوں پر مہارت رکھتے تھے۔بلکہ ایک بے مثل قاریٔ

قرآن بلند پایہ خطیب اور بہترین نعت گوشاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم روحانی پیشوااور درویشِ کامل بھی تھے۔آپ کی تمام عمر خدمتِ خلق، مواعظِ حسنہ، اور تبلیغ واشاعتِ دین میں گزری۔ اس کیلئے آپ نے شہرِ کراچی کے گوشے گوشے میں جاکر بغیر کسی لالچ وغرض کے خطابت وتبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔ چنانچہ آپ خود ارشادفرماتے ہیں۔کہ ''کراچی کا کوئی کوچہ اور کوئی کونہ ایسانہ ہوگا کہ جہاں اس حقیر فقیر سے قدرتِ کاملہ نے مولاکریم کا نام پکارنے کا کام نہ لیاہو۔''

آپ کا مسلک خالصتاً اولیائے اللہ کا مسلک تھا۔جس کا مقصد دینِ اسلام کی تبلیغ واشاعت، سلسلۂ تصوف وطریقت کا فروغ اور اولیائے کرام کی تعلیمات کو عام کرنا تھا۔چنانچہ آپ نے ان مقاصد کے حصول کیلئے کراچی کے علاقے سولجر بازار میں ''قادری مسجد'' کے نام سے ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ جہاں آپ نے ساری زندگی امامت وخطابت کے ساتھ ساتھ مخلوقِ خدا کی خدمت اور انکی ہدایت و رہنمائی کا فریضہ بھی انجام دیا۔سلسلۂ قادریہ کی تعلیمات کے حوالے سے خانقاہی معمولات بھی انجام دیتے رہے۔اور یہاں یہ بات تاریخی اہمیت کی حامل ہے کہ کراچی میں ''قادری مسجد'' کے نام سے یہ پہلی مسجد ہے۔یعنی ۱۹۲۲ء سے قبل کراچی میں اس نام کی کوئی مسجد نہیں تھی۔درحقیقت آپ کے جدّامجد ہی کراچی میں قادریہ سلسلے کی اشاعت کے بانی تھے۔

آپ نے لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کیلئے ''قادری مسجد'' سولجر بازارکراچی میں یومیہ ،ہفتہ واری، ماہانہ اور سالانہ بنیادوں پر حلقۂ ذکر کی مجالس اور درسِ قرآن وحدیث کے سلسلے کو قائم فرمایا۔علاوہ ازیں آپ روزانہ بعد نمازِ عصر خصوصی طور پر حاضرین سے خطاب فرماتے تھے۔جسمیں کثیر تعداد میں آپ کے مریدین

ومعتقدین شرکت کرتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ روزانہ اس نشست میں خطاب سے قبل قرآن مجید کے آخری پارے کی پہلی سورۃ ''سورۃ النبأ'' پوری تلاوت فرماتے تھے۔ اپنے اس معمول کے بارے میں آپ نے ایک مرتبہ اسی محفل میں ارشاد فرمایا۔ کہ ''قرآن مجید کی یہ سورۃ بعد نمازِ عصر پڑھنے کا ہزاروں مشائخ کا وظیفہ ہے۔ انہی کی برکت سے یہاں یہ معمول اللہ تعالیٰ نے جاری رکھا ہے۔''

ماہِ محرم الحرام کی چاند رات سے عاشورہ تک آپ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لیکر خلفائے راشدین واہلِ بیت اطہار خصوصًا امامین حسنین کریمین علیہما السلام کی شہادت اور معرکۂ کربلا کے واقعات تفصیلاً بیان فرماتے تھے۔ بلکہ درحقیقت ماہِ محرم الحرام کے اس ابتدائی عشرے میں واقعاتِ کربلا اور فضائلِ اہلِ بیت کی محفل کا آغاز اہلسنت والجماعت کے طرز اور عقائد کے تحت کراچی شہر میں آپ ہی کے خانوادے سے ہوا۔ نیز ہر جمعرات کو اور اسلامی مہینے کی دس تاریخ (گیارہویں شب) کو گیارہویں شریف کی مناسبت سے خصوصی محفل وحلقۂ ذکر کو جاری فرمایا۔

آپ نے ۱۳۳۰ھ میں حج کی سعادت حاصل کی۔ اور مدینہ منورہ میں ''بابِ رحمت'' کے سائے میں قادری سلسلے کے جیّد بزرگ حضرت مولانا شاہ عبدالطیف قادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارکہ پر قادریہ چشتیہ سلسلے میں شرفِ بیعت حاصل کیا۔ جنہوں نے آپ کو ''وظیفۂ پنج گنج'' تعلیم فرمایا۔ جس کو آپ عرشِ الٰہی کے پانچ خزانوں سے تشبیہہ دیتے تھے۔ اور اکثر داخلِ سلسلہ ہونے والوں کو یہی بطورِ وظیفہ تعلیم فرماتے تھے۔ ''وظیفہ پنج گنج'' سے مراد بعد نمازِ فجر ۱۰۱ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ، بعد نمازِ ظہر ۱۰۱ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، بعد نمازِ عصر ۱۰۱ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ،

بعد نمازِ مغرب ۱۰۱ مرتبہ کلمۂ طیّبہ اور بعد نمازِ عشاء ۱۰۱ مرتبہ درود شریف کا ورد کرنا ہے۔

علاوہ ازیں آپ نے اپنے خاندانی بزرگ اور ماموں خسر، عارف باللہ، حضرت مولانا صوفی سائیں محمد عبد الغنی قادری علیہ الرحمہ سے بھی حصولِ برکت وعلم کیلئے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ اور انہی سے آپ کو خرقۂ خلافت بھی عطا ہوا۔ نیز آپ نے حضرت سید حمزہ مدنی، حضرت حاجی محمد دین اور حضرت شاہ عبد الحق افغان ارحمہم اللہ سے بھی کسبِ فیض کیا۔

آپ نے نقیب الاشراف حضرت سید عبد الرحمٰن آفندی قادری علیہ الرحمہ کے عہدِ نقابت میں بغداد شریف کی زیارت کی۔ اور دورانِ قیام روزانہ ''جامعہ غوثیہ'' میں حضرت سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل ومناقب بیان فرمائے۔ نیز بغداد شہر میں مختلف مقامات پر آپ کے متعدد جلسہ ہائے وعظ منعقد ہوئے۔ جن سے مخلوقِ خدا نے بھرپور فیض حاصل کیا۔ اور کثیر تعداد میں لوگ آپ کے مرید ومعتقد ہوئے۔

آپ کے مریدین ومعتقدین لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ جن کا سلسلہ پاکستان کے علاوہ ہندوستان، سعودی عرب، بحرین، مشرقِ وسطیٰ اور یورپ تک پھیلا ہوا ہے۔ نیز آپ کے دستِ حق پرست پر دو ہزار سے زائد غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔

آپ نے اپنے سلسلۂ تصوف وطریقت کی بنیاد پانچ زریں اصولوں پر رکھی۔
(۱) ذکرِ ودود (۲) ذوقِ سجود (۳) شوقِ درود (۴) آئینِ جود (۵) نورِ مشہود
نیز آپ نے محافلِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مجالسِ عاشورہ اور حلقۂ ہائے ذکر کو اشاعت وتبلیغِ دین اور ترویجِ مسلک اہلسنت والجماعت کا ذریعہ بنایا۔ اور عہدِ

جوانی میں ''انجمن حزب الاحناف'' کے نام سے ۱۹۲۲ء میں ایک تنظیم قائم فرمائی۔ نیز ۱۹۴۵ء میں ''جمعیۃ عالیہ سنیہ'' کے نام سے ایک تنظیم قائم فرمائی۔جس میں شہر کراچی کے اکابر علماءؒ ومشائخ کے ساتھ ساتھ بیشتر سنی ائمہ مساجد بھی بطورِ ارکان شامل تھے۔ان تنظیموں نے سنی عقائد کی تصحیح، اتحادِ تنظیم اہلسنت، اولیائے کاملین کی محبت اور دینِ اسلام کی ترویج واشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔

آپ نے قیامِ پاکستان کے حوالے سے تحریکِ پاکستان میں بھی بھرپور کردار ادا کیااور نمایاں خدمات انجام دیں۔اور ہم عصر مقتدر علماءؒ ومشائخ کے ساتھ ملکر عوام میں دینی وروحانی اور ملّی شعور بیدار فرمایا۔اور بیشمار دینی وتحریکی جلسوں کی صدارت فرماتے ہوئےتحریکِ پاکستان کو بھرپورتقویت فراہم کی۔ ۱۹۴۳ء میں کراچی کے''سندھ مدرسۃ الاسلام'' کی تقریب میں جسکی صدارت خود قائدِ اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے تھے، اس میں آپ کو تلاوت کیلئے مدعو کیا گیا۔آپ کی تلاوت شروع ہوتے ہی قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی نشست سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔جس کے ساتھ ہی تمام قائدین اور حاضرینِ جلسہ بھی کھڑے ہوگئے۔

اس کے علاوہ بھی آپ نے قیامِ پاکستان کے بعد مملکتِ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے استحکام ، بقا اور ترقی کیلئے متعدد دعائیہ اشعار تخلیق فرمائے تھے۔ جنہیں آپ اکثر نمازِ جمعہ کے اجتماعات اوردینی تہواروں کے مواقع پر پڑھا کرتے تھے۔ نیز عالمِ اسلام کی ترقی وخوشحالی اور مسلمانوں کے دینی جوش و جذبے کو بیدار کرنے کیلئے بھی بیشمار منظوم دعائیں تحریر فرمائیں۔

آپ حسنِ اخلاق اور زہد وتقویٰ کے اعتبار سے کمال درجہ پر فائز تھے۔ نیز فقر واستغنا، قناعت وتوکل ،سوز وگداز، جذب وکیف ،علم وعمل ، صدق واخلاص،

صبر و رضا، حلم و بردباری، عجز و انکساری، تواضع و رواداری، عشق و محبت، اطاعتِ الٰہی اور اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بہترین عملی نمونہ تھے۔ انہی اوصاف و فضائل کی بنیاد پر علمائے کرام و مشائخِ عظام آپ کو شمس الفقرأ، ابوالرجأ، اور نقیب الاولیأ کے پیارے القابات سے یاد کرتے ہیں۔

آپ کوئی نماز بغیر تازہ وضو کئے نہیں پڑھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ یہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی سنت ہے۔ ساداتِ کرام کے احترام اور انکی تعظیم و توقیر میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔ خواہ وہ عمر میں کتنے ہی چھوٹے کیوں نہ ہوں اُن سے خصوصی طور پر دعا کی درخواست فرماتے۔ کسی کے نام کے ساتھ صاحب یا بھائی کا لفظ جوڑے بغیر مخاطب نہ فرماتے، چاہے وہ آپکی اپنی اولاد ہی کیوں نہ ہو۔ آپ کی کوئی مجلس و نشست اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر سے خالی نہ ہوتی تھی۔

آپ نے کئی تصانیف بھی تحریر فرمائیں۔ جن میں زیادہ تر نثر کی بجائے نظم کو ترجیح دی ہے۔ آپ کی چند تصنیفات کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) فیض علمی (۲) گلدستۂ غوثیہ (۳) فیضانِ غوث الاعظم (۴) فیضانِ معینی (۵) افضال سرمدی و اجلال محمدی (۶) تحفۂ عیدالاضحیٰ (۷) تحفۂ زیارات ہدیۂ ملاقات (۸) بہارِ بے خزاں (۹) نذرِ حسینی (۱۰) تحفۂ رجبی شریف (۱۱) مجموعۂ فسانۂ قوم۔

آپ نے طویل علالت کے بعد تقریباً ۸۴ برس کی عمر مبارک میں مورخہ ۱۸، جمادی الاوّل ۱۳۹۱ھ بمطابق ۱۳، جولائی ۱۹۷۱ء بروز منگل تقریباً ساڑھے آٹھ بجے شب کراچی میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزارِ مبارک آپ کی قائم کردہ قادری مسجد و خانقاہِ قادریہ علمیہ، سولجر بازار، کراچی کے احاطے میں مرجعِ خلائق ہے۔

آپ اپنے ہم عصر بزرگ حضرت الحاج سائیں باباولایت علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ان کے وصالِ مبارک پر آپ نے انکی بارگاہ میں سلامِ عقیدت ومحبت بھی پیش فرمایا۔آپ سائیں باباصاحب علیہ الرحمہ کی خدمت وصحبت میں رہنے والے ہمارے سیّدی ومرشدی محبوب العارفین حضرت الحاج الحافظ قاری ممتاز احمد رحمانی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص شفقت ومحبت فرماتے تھے اور انہیں فیضانِ قادری سے مشرف فرماتے ہوئے ارشادفرمایاتھا ''قاری صاحب! جو ایک کا محبوب ہوجاتا ہے،وہ سب کا محبوب ہوتا ہے۔آپ باباولایت علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب ہیں،تو ہمارے بھی محبوب ہیں۔'' یہی وہ شفقت و محبت تھی جس کی بدولت قبلہ قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے چھوٹے بھائی (حضرت قبلہ چچاجان)الحاج صوفی ابرار احمد قادری چشتی ممتازی رحمانی دامت برکاتہم العالیہ کوآپ کے حلقۂ ارادت میں داخل کروایا۔

آپ کے ملفوظات و ارشادات اور تعلیمات میں اللہ کے ذکر، عبادتِ خداوندی، اللہ کی راہ میں انفاقِ مال اور خدمتِ خلق کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ ایک مرتبہ بعدنمازِ عصر کی مجلس سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے ارشادفرمایا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشادفرماتے ہیں کہ

خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسِ۔

''انسانوں میں بہترین شخص وہ ہے جو انسانوں کونفع پہنچائے۔''

نیزآپ کے چند ارشادات مندرجہ ذیل ہیں۔

- اگرمن انسان کا درست ہواور نیکی کی جانب راغب ہوجائےتو انسان کو ولی بنادیتاہے۔اور اگرمن انسان کا بدی کی طرف مائل ہوجائے تو انسان کوشیطان بنادیتاہے۔فرمایا،اسی لئے میں ہمیشہ من کی درستی کی دعامانگتاہوں۔

✪ لوگ کہتے ہیں ہمارا قلب جاری نہیں ہوتا۔ان کو یہ دیکھنا چاہیئے کہ انہوں نے اپنے نفس کو کس قدر مارا ہے،اور کس قسم کا ریاض کیا ہے۔کیونکہ جتنا نفس کو مارا جاتا ہے، اتنا ہی قلب جاری ہوتا ہےاور زندہ ہوتا ہے۔اسلئے ان کو یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ انہوں نے کس قسم کی ریاضت اور مجاہدات کئے ہیں،کیونکہ اہل اللہ اپنے نفس کو اسطرح پامال کر کے قلب کو روشن کرتے ہیں۔

✪ ارشاد فرمایا ،کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بُری عادت اچھی،لیکن بروں کی صحبت بہت بُری ہے۔ کیونکہ بُری عادت پر اللہ سے معافی مانگی جائے تو اللہ معاف کردیتا ہے۔لیکن اگر بروں کی صحبت میں پھنس گیا، تو اس کا نکلنا بڑا ہی مشکل ہے۔فرمایا، اس کو اگر خدا ہی نکالے تو نکلے ۔اسی طرح اچھی عادت تو اچھی ہے،لیکن اچھوں کی صحبت سب سے اچھی ہے۔کیونکہ اس سے وابستگی اللہ تعالیٰ کے قرب کی دلیل ہے۔

✪ کسی بزرگ کے عرس میں اللہ تعالیٰ اپنے اس چاہنے والے،اپنی ذات میں فنا ہونے والے کے صلے میں انعامِ خاص کا نزول فرماتا ہے۔جو کہ عرس میں عقیدت ومحبت واخلاص سے حاضر ہونے والے کو اللہ تعالیٰ نصیب فرماتا ہے۔اگر گنہگار ہے تو اللہ اس کو نیک بنادیتا ہے،اور اگر نیک ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنے دوستوں کے مقامات میں سے کوئی مقام بخش دیتا ہے۔

✪ مرید کو چاہئے کہ وہ اپنے مرشد کی وصیت کو یاد رکھے۔ اور اگر وصیت نہ یاد رکھ سکے تو کم ازکم اپنے مرشد کا نام ہی یاد رکھے۔ انشاءاللہ تعالیٰ یہ بھی فیض سے خالی نہ ہوگا۔

بافیض ہے سنو، یہ بزرگوں کا نام بھی
لبریز رہتا عشق سے ہے، ان کا جام بھی